نام کتاب : اصول سیرت نگاری، تعارف، مآخذ ومصادر

مصنف : پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی، استاذ و صدر شعبہ اسلامیات، قائد ملت گورنمنٹ ڈگری کالج، لیاقت آباد، کراچی

ناشر : مکتبہ یادگار شیخ الاسلام پاکستان، علامہ شبیر احمد عثانی، کراچی

قیمت : ۱۰۰ روپے

تبصرہ نگار : عبدالکریم عثمان☆

اسلام کے صدر اوّل سے لے کر آج تک حضور اکرمﷺ کی حیات طیبہ کے مختلف گوشوں اور پہلوؤں پر اہل علم لکھتے چلے آئے ہیں۔ سیرت نگاروں کی یہ جماعت نہ صرف بعد از نبوت بلکہ ماقبل **النبوۃ وبعد الولادۃ** حیات نبویہ کے احوال و واقعات کو بھی جمع کر کے امت کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر چکی ہے۔ حتیٰ کہ اب سیرت کے موضوع پر قلم اٹھانے والے معاصر اہل علم کے لیے حیات طیبہ کے کسی پہلو کا اپنی تحقیق کے لیے انتخاب ایک مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔

سیرۃ النبیﷺ پر لکھی جانے والی تحریرات کے اس تنوع و کثرت کی وجہ سے گزشتہ چند دہائیوں سے سیرۃ کے ساتھ ساتھ ''سیرت نگاری'' کے موضوع پر لکھنے کا سلسلہ ایک مستقل حیثیت اختیار کر چکا ہے جس میں پیش نظر سیرتِ طیبہ پر لکھی جانی والی کتب، رسائل و مقالات کا تحقیقی جائزہ اور ان کی تقسیم ہوتا ہے۔

''سیرت نگاری'' کے موضوع پر تحریر وتحقیق کے اس رجحان نے نہ صرف سیرتِ طیبہ کے موضوع پر(علمی تناظر میں) لکھنے والے قلم کو (**کما یلیق بشانه**) محتاط کر دیا ہے بلکہ اس موضوع سے متعلق تحریروں کا معیار بھی بلند کر دیا ہے۔ راقم کے خیال میں یہ وقت کی اہم علمی ضرورت تھی، کیوں کہ پیغمبر علیہ السلام کی شخصیت سے متعلق لکھی جانے والی تحریروں کے متعلق یہ احساس موجود ہے کہ اس موضوع کی اکثر تحریریں بنیادی طور پر عقیدت، محبت و حصولِ برکت کی بناء پر لکھی جا رہی ہیں، جو علم وتحقیق منطق و استدلال کے اس معیار پر پوری نہیں اترتیں جو مطلوب ہے۔ (اگرچہ سیرت کے کسی موضوع پر لکھ کر سعادت مندوں کے اس قافلہ میں شامل ہونے کی یہ سعی بذات خود

☆ لیکچرر، سیکرٹری سیرۃ اسٹڈی سنٹر، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

سعی محمود و مشکور ہے)

''سیرت نگاری'' پر لکھنے کے اس رجحان سے نہ صرف اس فکر کا علمی تجزیہ ہوگا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ معاصر اہل قلم کی تحریروں کو پرکھنے کا موقع بھی میسر آئے گا اور ان کی علمی وقعت کا اندازہ بھی لگایا جا سکے گا۔

''سیرت نگاری''(۱) کے اس عمومی رجحان کے پیش نظر اس بات کی ضرورت تھی کہ کچھ ایسے اصول و قواعد متعین کر دیے جائیں جن سے اہل علم کو رہنمائی مل سکے اور ان کے ذریعہ اس موضوع سے متعلق لکھی جانے والی تحریروں میں سنجیدگی، گہرائی و رسوخ پیدا کرنے کے محرکات و اسباب پیدا ہوں، اس علمی ضرورت کو پورا کرنے کی ایک کاوش معاصراہل قلم پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی نے ''اصول سیرت نگاری، تعارف، مآخذ ومصادر'' کے نام سے اہل علم کے سامنے پیش کی ہے۔

کتاب درمیانے سائز کے ۴۲۱ صفحات پر مشتمل ہے، جس میں مقدمہ کے بعد (ابواب و فصول کے ذریعہ تقسیم بندی کی بجائے) مختلف عنوانات قائم کیے گئے ہیں:

۱۔ سیرت کا دیگر علوم سے تعلق و امتیاز

۲۔ سیرت نگاری کا ارتقائی جائزہ

۳۔ قرونِ اولیٰ کے چند اہم سیرت نگاروں کی حیات و نگارشات

۴۔ چند معروف سیرت نگار

۵۔ اس کے بعد اصول سیرت نگاری تقریباً ۲۵ اصول

۶۔ مصادر و مراجع

بلاشبہ مؤلف نے جس اہم کام کا بیڑہ اٹھایا ہے، اس پر وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ تاہم اس تالیف کے بارے میں بعض تنقیدی آراء کا پیش کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

سب سے پہلی بات کتاب کے عنوان کے حوالے سے ہے اور وہ یہ کہ اصول بمعنی Principles کا مقتضا تو یہ تھا کہ ان قوانین وضوابط کا ذکر کیا جائے جن کو مدنظر رکھنا سیرت نگاری کے لیے ضروری ہے، اس بناء پر کتاب کا عنوان دیکھ کر سیرت کا طالب علم یا سیرت کے موضوع پر لکھنے والے کے ذہن میں فوری طور پر یہ بات آتی ہے کہ اسے اس کتاب میں ایسے طے شدہ اصول ملیں گے جن کی وجہ سے اسے سیرت کی کتابوں کو سمجھنے اور پرکھنے میں مدد ملے گی۔ لیکن اس کے برخلاف کتاب میں سیرت نگاری کے ''اصول'' کی بجائے تقریباً ۳۳۰ صفحات پر ''اصول سیرت نگاری''

کے عنوان کے تحت مندرجات کو ''مصادر سیرت'' تو کہا جا سکتا ہے ''اصول سیرت نگاری'' نہیں(۲)۔ اور بندہ کی کوشش بسیار کے باوجود پوری کتاب میں ''اصول سیرت نگاری'' (اپنے حقیقی، اصطلاحی مفہوم کے لحاظ سے) کی کوئی قابل ذکر بحث دستیاب نہیں ہو سکی۔

اس لیے راقم کی رائے میں کتاب کا عنوان اگر ''سیرت نگاری، تعارف، مآخذ و مصادر'' ہوتا تو عنوان، کتاب کے مندرجات کی صحیح عکاسی کرتا۔

''مصادر سیرت طیبہ'' کے حوالے سے مؤلف نے جو معلومات و مواد جمع کیا ہے وہ اگرچہ قابل قدر ہے، تاہم اس سلسلہ میں چند اہم امور کا ذکر نہایت ضروری تھا،جس کا لحاظ نہ کرنے کی وجہ سے ''سیرت'' کے موضوع پر کوئی تحریر یا تقریر مفید ہونے کے بجائے کسی فکری، نظریاتی یا اعتقادی مغالطے کا باعث بھی بن سکتی ہے (چونکہ یہ تالیف مصادر سیرت سے متعلق ہے تو کتاب میں ذکر کردہ مصادر کے ساتھ ان اصول کا ذکر بے موقع نہ ہو گا)۔

۱۔ مصادر سیرت سے استفادہ کرتے ہوئے یہ بات ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ ائمہ و علماء سیرت نے ''سیرت'' سے متعلق روایات کو جمع کرتے وقت ان اصول و قواعد کی رعایت نہیں کی جن کو ائمہ جرح و تعدیل اور ائمہ اصول حدیث نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے اور جن کا روایت حدیث میں امت مسلمہ میں لحاظ کرنے کا تعامل رہا ہے، لہٰذا کتب شمائل، کتب دلائل النبوۃ، کتب مغازی و عام کتب سیرۃ میں نقل کردہ روایات کو قرآن کریم و احادیث صحیحہ سے ثابت شدہ اصول و قواعد کے مطابق پرکھا جائے گا، اگر وہ تاریخ و سیرت سے متعلقہ مواد ان کے موافق ہے تو فبہا، ورنہ ان کو معتبر نہیں سمجھا جائے گا۔(۳)

اسی سلسلہ میں دکتور موسیٰ شاہین لاشین کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

" التاكد من صحة نقل السيرة النبوية الواردة فى السنة المطهرة...... وهذ المصدران (القرآن الكريم والسنة النبوية الصحيحة) أهم مصادر السيرة وأوثقها، واليهما نرجع للاستيثاق ممايوجد فى المصادر الاخراى من كتب السيرة و التاريخ والتى تتنوع بحسب موضوعاتها الى كتب الشمائل و كتب دلائل النبوة وكتب المغازى و كتب السيرة بوجه عام...... أه" [بتصرف دکتور موسیٰ شاہین لاشین، دراسات فی السیرۃ وعلوم السنۃ، دارالفجر الجدید للنشر والترجمۃ، ۱۹۸۴ء، ص۶]

۲۔ سیرت کی کتب کے حوالے سے دوسری اہم بات جس کا سیرت نگاری میں لحاظ رکھنا چاہیے یا

جس کی طرف توجہ دلانا سیرت کے موضوع پر لکھتے وقت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ سیرت کا موضوع رسول اکرم ﷺ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں و جہات پر روشنی ڈالنا ہے، آپ علیہ السلام کے اعمال فعال کی حیثیت بیان کرنا نہیں ہے، لہٰذا سیرت طیبہ کے موضوع پر لکھی ہوئی کتب کو بنیاد بنا کر آپ علیہ الصلاۃ و السلام کے اعمال و افعال کی شرعی حیثیتوں کو متعین کرنا، یا کسی کام کے جائز یا ناجائز ہونے کو بیان کرنا یا ثابت کرنا، درست نہیں ہو گا، کیوں کہ یہ سیرت کا موضوع ہی نہیں، لہٰذا اگر کوئی ایسی بات سامنے آجائے جو منسوخ ہو چکی ہے یا دیگر نصوص کی بناء پر وہ مرجوح یا مؤول ہے اس پر آگاہ کرنا بھی سیرت نگار کی ایک اہم علمی ذمہ داری ہے۔

۳۔ یہ بات اہل علم کے ہاں معروف ہے کہ جب بھی کلمہ ''سیرت'' بولا جاتا ہے تو اس سے اصطلاحی معنی یعنی حضور اکرم ﷺ کی سیرت، حیات طیبہ کے مختلف گوشے و پہلوؤں کا بیان ہوتا ہے، چنانچہ ''سیرت'' کی لغوی و اصطلاحی تعریفات جو اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۴ پر مذکور ہیں اس سے اور مندرجہ ذیل تعریف سے بھی واضح ہے:

أمّا تعريف السيرة عندعموم المؤرخين وفى حالة الاطلاق: فهو يعنى التعرض الى كل الأحداث المبكرة من تاريخ الاسلام وعلى التحديد بدايةً من بعثته ﷺ وبدء رسالته وانتشار الاسلام الخ. (۴)

لیکن کتاب میں ذکر کردہ اصولوں میں سے ''اصول نمبر(۸) علم قصص الانبیاء والمرسلین'' کا تعلق سیرت نبوی علی صاحبہا الصلوٰت والتسلیمات کے ساتھ یا سیرت نگاری کے ساتھ محل نظر ہے۔

۴۔ قرون اولیٰ کے چند اہم سیرت نگاروں کی حیات و نگارشات کے عنوان کے تحت کچھ تو صحابہ کرامؓ کے نام درج ہیں اور کچھ تابعینؒ ومن بعدھمؒ کے، لیکن اس کے بعد ''چند معروف سیرت نگار'' کا عنوان قائم کر کے جو بعض مورخین وسیرت نگاروں کو الگ کیا گیا ہے، وہ غور طلب ہے۔

اسی طرح صحابہ کرامؓ میں سے جن صحابہ کرامؓ کو بطور سیرت نگار پیش کیا ہے اس کا کوئی معیار بھی واضح نہیں ہو سکا، کیونکہ صحابہ کرامؓ کی تو بہت بڑی تعداد آپ علیہ السلام کی زندگی کے مختلف گوشے و پہلو بیان کرتی رہی ہے جیسا کہ شمائل کی بہت سی احادیث سے واضح ہے، لیکن ان میں سے بعض کا ذکر ''سیرت نگار'' کی فہرست میں کرنا اور بعض کا نہ کرنا اس کے لیے کوئی ضابطہ یا معیار ہونا چاہیے جو کہ واضح نہیں ہو سکا۔

۵۔ سیرت طیبہ کے اہم اور نازک موضوع پر مشتمل تحریر کا تقاضا تو یہ ہے کہ وہ تحریر ہر قسم کی تحریری

اغلاط سے پاک ہو اور اس میں آیات و احادیث کے نقل کرنے میں صحت کا اہتمام و التزام ہو اور پوری احتیاط کے ساتھ تحریر و انشاء، الفاظ وتعبیرات کی غلطیاں درست کی گئی ہوں لیکن ''اصول سیرت نگاری'' کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوا کہ امور متذکرہ بالا کے اہتمام سے صرف نظر کیا گیا ہے نمونے کے طور پر چند اغلاط ملاحظہ ہوں:

۱۔ قرآن کریم کی آیات نقل کرنے میں اغلاط:

''**هل عّندکُم من علم فتخر جوه لنا.**'' (ص ۲۷۹)

''**لقد كان فى قصصهم عبرة لاولى الالباب ما كان حديث يقترى**'' (ص ۱۶۹)

''**قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونى يحبيكم (يحببكم) الله ويغفر لكم ذنوبكم.**''
(ص ۵۴)

حالانکہ مؤلف مقدمہ میں کتاب کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے صراحت کے ساتھ رقمطراز ہیں ''قرآنی آیات واحادیث کی صحت کا حتیٰ الامکان اہتمام کیا گیا ہے۔''

۲۔ احادیث طیبہ کے نقل کرنے میں اغلاط:

وجب الشكر علينا ما دا الله داعٍ. (ص ۳۵۴)

اصحابى كا لنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم. (ص ۱۸۱)

(اسے بطور حدیث نقل کیا ہے، لیکن حوالہ موجود نہیں)

۳۔ صحابہ کرامؓ کے اسماء نقل کرنے میں:

براء بن عاذب (عازب)

شرجيل بن سعيد (شرحبيل بن سعيد)

۴۔ دیگر اسماء نقل کرنے میں اغلاط:

مولانا ابوالحسن علی زندوی (ندوی) فرماتے ہیں، (ص۱۶۹)

ڈاکٹر خالدانور صاحب ''اردو نثر میں سیرت نگاری'' (ص۲۳)

(درست نام ہے: ڈاکٹر انورمحمود خالد اور کتاب کا نام ہے: ''اردو نثر میں سیرت رسول''، دیکھئے: اردو نثر میں سیرت رسول شائع کنندہ: اقبال اکادمی، میکلوڈروڈ، لاہور، ۱۹۸۹ء)

''**الجامع الصحيح المسند المختصر من امورً رسولٍ الله ﷺ وَّ ايامه.**'' (ص ۳۵)

(حالانکہ درست نام ہے:)

الجامع الصحیح المسند المختصر من امور سیدنا رسول الله ﷺ وسننه وأیامه .
(دیکھئے: العسقلانی ابن حجر، تغلیق التعلیق علی صحیح البخاری، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۴۰۵، ج۲، ص۵)

الحضائص الکبریٰ فی المعجزات خیر الوری. (ص۱۶۳، الخصائص)

۵۔ دیگر عام اغلاط:

رحمة الله علیه (ص ۲۶)

ساز یسیر سیراً (ص۳۳)

امام سیوطی نے ہر منجرے (معجزے) کی صراحت کے لیے (ص۱۶۳)

قومی عاد (ص۱۶)

علم قصص الانبیاء والمرسلین ﷺ (فہرست میں)

کتاب کے بالکل آغاز میں، مقدمہ کی پہلی سطر میں ہے:

''انسان مادر اور روح سے عبارت ہے'' (ص ۲۱)

آخر میں خلاصۂ عرض ہے کہ مؤلف نے جس موضوع کا انتخاب کیا ہے وقت کی اہم ترین ضرورت ہے لیکن کتاب کے مشتملات نہ تو اس کے عنوان سے متعلق ہیں اور نہ موضوع کے حوالے اس علمی وقتی ضرورت کو پورا کرتے ہیں، اس لیے اگر صاحب تالیف کتاب کا عنوان تبدیل کر دیں (جیسا کہ گزشتہ سطور میں سفارش کی گئی ہے) اور ''اصول سیرت نگاری'' پر مستقل جامع، تالیف پیش کریں تو یہ ان کا علمی دنیا میں تعاون بھی ہوگا اور اس قرض کی ادائیگی کا ذریعہ بھی جو انہوں نے اس موضوع پر قلم اٹھا کر اپنے ذمہ لے لیا ہے اور اس کا بیڑہ اٹھالیا ہے۔

☆☆☆☆☆